نقشِ اول

کتب حدیث کے مظلوم ابواب

عام کتب حدیث میں جو صحیح، جامع یا سنن کے اسالیب میں مرتب کی گئی ہیں، بعض ابواب ایسے ہیں، جنہیں نہ تو ہماری تدریس میں اہمیت حاصل ہے، نہ عام روزمرہ کی زندگی میں۔ مثلاً کتاب الرقاق، فتن، البر والصلہ کے ابواب، الزہد وغیرہ۔ یہ کتب ہمارے مدارس کے تدریسی تسلسل میں جب بہ طور سبق ہمارے سامنے آتی ہیں تو اس وقت ان پر توجہ کے لئے درکار وقت ہی ہمارے پاس موجود نہیں ہوتا، یوں ان ابواب کو وہ توجہ حاصل نہیں ہو پاتی، جس کے وہ صحیح معنیٰ میں حق دار ہیں۔

دوسری جانب ہماری عصری جامعات اور کالج ہیں، جہاں چند مخصوص روایات کا ترجمہ پڑھایا جارہا ہے، اور بس۔ وہاں اکثر پڑھانے والے اسی طرح پڑھ کر اس منصب تک پہنچتے ہیں، اس بنا پر ان سے اس نظام تعلیم میں کسی جوہری تبدیلی کی توقع عبث ہے، اگر دو چار فیصد کسی اور نظام سے گزر کر آتے بھی ہیں تو وہ بھی نمک کی کان میں رہ کر چند ہی روز میں اسی مزاج میں ڈھل جاتے ہیں۔ یہ صورت حال ایک المیے سے کم نہیں، کاش کوئی اس جانب توجہ دے سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے امت کو ہدیہ ہونے والا ایک ایک حرف نظر عقیدت سے بھی دیکھے جانے کا حق دار ہے اور اسے حرز جان بنانے کے بھی ہم پابند و مکلف ہیں۔

یہ امر نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہئے کہ مذکورہ بالا اور ان سے ملتے جلتے عناوین کے تحت بیان ہونے والی احادیث مبارکہ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اسی طرح

انتساب رکھتی ہیں، جس طرح کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ میں مذکور احادیث، سو ان احادیث سے استفادے کا حق ادا کرنا بھی امت کے ذمے قرض ہے، جس کی ادائیگی فرض ہے۔

اس گفت گو کا عوامی پہلو یہ ہے کہ حدیث کے حوالے سے آج ایسے حلقہ ہائے دروس کی تشکیل ناگزیر ہے، جہاں عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات، آداب اور اخلاق سے تعلق رکھنے والی احادیث مبارکہ کو بھی آسان وسہل انداز میں بیان کیا جائے، اور آج ہماری دنیاوی زندگی میں رواج پانے والی خرابیوں اور مسائل حیات کو ان کی روشنی میں حل کرنے کی سعی کی جائے، نیز ایسے حلقوں اور دروس کو فقہی، مسلکی، کلامی اور دیگر اختلافی امور سے ماورا ہو کر منظم کیا جائے۔ اس سلسلے میں یہ بدیہی حقیقت ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ ان احادیث کی حیثیت نصوص کی ہے، جن میں ایک بڑا حصہ نصوص قطعیہ کا حکم بھی رکھتا ہے، اور جب یہ احادیث مبارکہ زبان نبوت سے ادا ہو رہی تھیں تو یہ مسلکی، فقہی اور کلامی مکاتب فکر موجود ہی نہیں تھے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ تمام مکاتب فکر زیادہ تر توجیہ وترجیح اور تاویل کی بنیاد پر وجود پزیر ہوئے ہیں۔ اس بنا پر پہلا مرحلہ نصوص کا ہے۔ اس لئے ہمیں ان کی تعلیم کا اہتمام سب سے پہلے کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فہم دین کے راستے ہمارے لئے آسان فرمائے۔ آمین

سید عزیز الرحمٰن